پہلی فرصت میں طالبان اور حزب اسلامی و حکمت یار کے ساتھ مذاکرات کئے جائیں۔ اس مطالبے کے حوالے سے پاکستانی گروپ کے تقریباً تمام ارکان بشمول سرکاری ارکان میرے ہمنوا تھے۔ جبکہ افغان سائیڈ سے بھی بعض افراد نے اس مطالبے کو سپورٹ کیا۔ تاہم عبداللہ عبداللہ افغانستان سائیڈ کے دیگر سرکردہ رہنما ارکان طالبان کے ساتھ جرگہ کے مذاکرات کے حق میں نہ تھے۔"

عینی شاہد کے اس بیان کے تناظر میں اس جرگہ کی حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ یہ جرگہ بس وقت کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔ شمالی اتحاد کے بعض رہنماؤں بالخصوص محسن کش صبغۃ اللہ مجددی نے پاکستان اور پاکستانی قوم کے خلاف صلح کے نام سے منعقدہ جرگہ میں بھی ہرزہ سرائی کی اور خصوصاً انہوں نے جرگہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا نام لیکر ان پر تنقید کی کہ وہ کیوں امریکی سرپرستی میں منعقدہ جرگہ (ڈرامہ) میں شریک نہ ہوئے؟ اس کے علاوہ دینی مدارس کے خلاف بھی زہر اگلا گیا۔ دراصل مجددی صاحب کو وقتاً فوقتاً اس قسم کے دورہ پڑتے رہتے ہیں اور وہ کھلم کھلا مختلف موقعوں پر پاکستان، دینی مدارس اور سیاسی علماء کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ پاکستان کی سالہا سال مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھ کر امریکی حمایت کا حق نمک ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اسی میں ان کی اور دیگر کاسہ لیسوں کی کو بقاء کا راز مضمر ہے۔ ایسے ہی موقع پر دعا کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پاکستان میں حکومت اور شمالی وزیرستان کے طالبان کے درمیان ایک صلح کا معاہدہ ہوا تھا جس کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے تھے۔ لیکن امریکہ اور نیٹو کے اتحادی افواج اس معاہدہ پر شروع ہی سے چیں بہ جبیں تھے۔ اسی لئے وہ معاہدہ انہی دنوں میں ختم کرایا گیا، ان تمام معروضی حقائق کے حوالہ سے یہ "امن جرگہ" کس طرح کامیاب ہوسکتا تھا؟ اور جن خدشات کا اظہار اسکی ناکامی پر مختلف طبقات کی طرف سے ہو رہا تھا وہ خدشات صحیح ثابت ہوئے۔　ع　بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی وفات

پڑوسی ملک افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی زندگی کا چراغ بھی تقریباً سو برس تک جلنے کے بعد بالآخر ۲۳ جولائی ۲۰۰۷ء بروز پیر کابل میں گل ہوگیا۔ ظاہر شاہ کا کردار جدید افغانستان کی تاریخ میں اہمیت کا حامل اس لحاظ سے بھی ہے کہ انہوں نے ۱۹۳۳ء سے ۱۹۷۳ء تک چالیس برس افغانستان پر بلاشرکت غیرے حکومت کی اور ماضی و حال میں افغانستان کی جو موجودہ ناگفتہ بہ صورتحال ہے اس میں ظاہر شاہ کے کردار و پالیسیوں کا کافی حد تک عمل دخل رہا ہے۔ ظاہر شاہ نے دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جب سرد جنگ کی شروعات ہوئیں تو اس نے روس کی جانب اپنی

خارجہ پالیسی کا رخ پھیر دیا اور افغانستان کو روسی کیمپ کے پلڑے میں ڈال دیا پھر آہستہ آہستہ افغانستان میں روسی اثر ورسوخ بڑھنے لگا۔ پھر بعد میں شاہ کے کزن وزیراعظم سردار داؤد نے روس کے ساتھ اپنے تعلقات مزید بڑھائے جسکے نتیجے میں افغانستان کے خالص اسلامی اور روایتی قدامت پرست پشتون معاشرے میں کمیونزم اور لبرل ازم کا زہر ہلاہل سرایت ہو گیا اور ظاہر شاہ نے آہستہ آہستہ مذہب کے مضبوط آہنی حصار کو بھی کمزور کرنا شروع کیا اور کابل کو کچھ ہی عرصہ بعد فحاشی وعریانی و آزاد خیالی میں پیرس اور لندن کے بعد تیسرا بڑا شہر بنادیا اور اسکے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ملوکیت کے جبر سے دبادیا۔ لیکن استعمار کا کوئی بھی دوست ہمیشہ کیلئے نہیں ہوتا' اسی اصول کے پیش نظر روس نے ظاہر شاہ کے خلاف اسکے اپنے ہی کزن اور معتمد ساتھی سردار داؤد کو اس کی غیر موجودگی میں بغاوت پر نہ صرف آمادہ کیا بلکہ اس کی ہر لحاظ سے بھرپور مدد کی گئی اور یوں ظاہر شاہ اپنے ہی دوستوں اور اپنے ہی ہاتھوں اقتدار اور وطن سے دور تقریباً تیس برس گوشہ گمنامی کے زندان میں تماشہ عبرت بنا رہا۔ ان تیس سالوں میں افغانستان پر روس نے جو قیامتیں ڈھائیں اس پر ظاہر شاہ مہر بہ لب رہا۔ پھر آپس کی خانہ جنگی میں بھی اس نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ حالانکہ اس کو اس نازک موقع پر قوم کی قیادت کرنی چاہیے تھی۔ لیکن مصلحت آمیزی و تماش بینی کی پرانی فطرت نے اس کو اپنی دھرتی کیلئے کچھ کرنے سے قاصر ہی رکھا۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کے حوالہ سے بھی ظاہر شاہ کا کردار نہایت ہی افسوسناک ہے۔

قیام پاکستان کے وقت ظاہر شاہ نے اپنے نوزائیدہ پڑوسی ملک کے وجود کو نہ صرف تسلیم نہ کیا بلکہ اس کی اقوام متحدہ میں بھرپور مخالفت بھی کی۔ پھر بعد میں بھی اس نے پاکستان کے ساتھ تعلقات کو کشیدہ ہی رکھا۔ اور پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کو انتہائی اہمیت دی اور پاکستان کے خلاف سفارتی وسیاسی محاذوں پر بھی اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ ظاہر شاہ ہی نے پختونستان جیسے متعصبانہ مسائل کو ہوا دی اور اسے مالی وسیاسی لحاظ سے بھی سپورٹ کیا۔ اسکے علاوہ ظاہر شاہ نے ڈیورنڈر لائن کا مسئلہ بھی وقتاً فوقتاً اٹھائے رکھا۔ تاکہ پاکستان کیلئے مغربی سرحد ایک دردسر بنی رہے۔ بہرحال ظاہر شاہ ہی نے افغانستان کے عوام کے دلوں میں پاکستان کیلئے جو نفرت کا بیج شروع میں بویا تھا اب وہ ایک تناور درخت کی صورت میں سب کے سامنے آشکارا ہے۔ یہ امر اور بھی افسوسناک ہے کہ ظاہر شاہ زندگی کے آخری ایام میں ایسے وقت میں افغانستان آئے جب دوسری استعماری قوت امریکہ نے افغانستان میں اپنا تسلط قائم کیا ہوا ہے اور ظاہر شاہ کو اسی مقصد کیلئے روم سے بلایا گیا کہ وہ کابل آکر افغان آزاد منش قوم کو غلامی کا درس دیں اور امریکی قبضہ کو دوام بخشیں۔ اسی کے عوض اسکو فادر آف دی نیشن یعنی قوم کا باپ کا لقب دیا گیا۔ اس کے علاوہ ظاہر شاہ اور اس کے خاندان کے حصے میں کوئی حکومت اور اقتدار واختیار نہیں آیا۔ کاش آخری وقت میں ظاہر شاہ افغان قوم کو آزادی کا پیغام دیتے تو یہ ان کی زندگی بھر کی غلطیوں کا مداوا ہوتا اور تاریخ انہیں اچھے نام سے یاد رکھتی اور یہ تاریخی شخصیت شہرت دوام پاتی۔

میں اگر کچھ سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے